حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

محمد خالد جذبی

حضرت ابوذر غفاریؓ

ان محترم ہستی کا ذکر جو روشنی کے منتظر تھے،

سچائی کی تلاش میں تھے اور گوہر مقصود مل جانے پر جنھوں نے ایک لمحہ تاخیر نہ کی

محمد خالد جذبی کی زیر طبع کتاب "مشاہیر اسلام" سے منتخب ایک روشن باب

دین اسلام ان ہی بزرگوں کی وجہ سے دنیا پر حاوی ہوا!

غفار کا قبیلہ ودان کی وادی میں آباد تھا جو مکہ کو باہر کی دنیا سے جوڑتی تھی۔ قبیلہ غفار کی گزر بسر کا دارومدار ان قلیل بخششوں اور عطیات پر تھا جو شام کی طرف آتے جاتے قریش کے تجارتی قافلوں سے انہیں حاصل ہوتی تھیں، بارہا ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر یہ قافلے ان کی مرضی کے مطابق انہیں مال نہ دیتے تو یہ انہیں بے دریغ لوٹ لیا کرتے تھے۔

جندب بن جنادہ جو عام طور سے اپنی کنیت ابوذرؓ کے ساتھ مشہور ہیں، اسی قبیلے کے ایک فرد تھے مگر وہ اپنی شجاعت و دلیری، حلم ودانشمندی اور دور اندیشی و بالغ نظری کی بنا پر ان میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ اپنے ابنائے قبیلہ میں اس لحاظ سے بھی امتیازی خصوصیت کے مالک تھے کہ وہ ان بتوں سے سخت بیزار اور دل برداشتہ تھے جن کو ان کے قبیلے نے خدا کے مقابلے میں اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ عرب میں پایا جانے والا دینی بگاڑ اور فرسودہ عقیدہ انہیں سخت ناگوار تھا، وہ کسی نئے نبی کے منتظر تھے جو لوگوں کی عقل وذہن کو مطمئن کردے اور انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

ابوذرؓ کے پاس، جبکہ وہ اپنی بستی میں تھے، مکہ میں ظاہر ہونے والے نئے نبیؐ کی خبریں پہنچیں تو انھوں نے اپنے بھائی انیس کو بلا کر کہا:

"پیارے بھائی! تم مکہ چلے جاؤ اور اس شخص کے حالات معلوم کرو جو اس بات کا دعوی کر رہا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ اس سے اس کی باتیں سنو اور یہ ساری معلومات میرے پاس لاؤ---"

انیس مکہ پہنچے، وہاں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے ان کی باتیں سنیں اور اپنے قبیلے میں واپس آگئے۔ ابوذرؓ جو بڑی بے چینی کے ساتھ ان کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے، ان سے ملے اور بڑے اشتیاق سے نئے نبیؐ کے حالات دریافت کئے۔ انیس نے انہیں بتایا۔

"بخدا! میں ایک ایسے شخص سے ملا جو مکارم اخلاق کی دعوت دیتا ہے اور ایسا کلام سناتا ہے، جو شعروشاعری سے بہت بلند چیز ہے---"

"لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں---؟" ابوذرؓ نے پوچھا

"کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے، کاہن اور شاعر ہے۔" انیس نے جواب دیا۔

"واللہ، تمہاری باتوں سے میرا اطمینان نہیں ہوا اور نہ میری وہ ضرورت پوری ہوئی جس کے لئے میں نے تم کو بھیجا

تھا۔ میں خود جاکر براہ راست اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں --- کیا تم میری غیر موجودگی میں میرے اہل و عیال کی کفالت کی ذمہ داری سنبھال سکتے ہو؟" ابو ذرؓ نے پوچھا۔

"ٹھیک ہے، میں یہ ذمہ داری بخوشی ادا کروں گا --- آپ جائیے مگر مکہ والوں سے محتاط رہئے گا۔" انیس نے جواب دیا۔

ابو ذرؓ نے زادِ راہ کا انتظام کیا۔ اپنے ساتھ ایک چھوٹا سا پانی کا برتن لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مکہ کی سمت چل پڑے --- وہ مکہ پہنچ گئے مگر دل ہی دل میں ڈر رہے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ قریش اپنے معبودوں کی حمایت میں سخت غیظ و غضب میں بھرے ہوئے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ہر اس شخص کو سخت اور عبرت ناک سزائیں دیتے ہیں جو محمدؐ کے اتباع کا خیال بھی اپنے دل میں لاتا ہے اس لئے انہوں نے کسی سے ان کے بارے میں پوچھنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ جس شخص سے وہ پوچھیں گے، وہ ان کو ماننے والوں میں سے ہو گا یا مخالفین میں سے؟ --- رات کو وہ مسجد میں ہی لیٹ گئے۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت علیؓ کا گزر ہوا تو ایک غریب الوطن پردیسی سمجھ کر وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ رات انہوں نے انؓ کے گھر گزاری اور صبح کو اپنی چھاگل اور سامان اٹھا کر مسجد میں واپس آگئے، اس دوران ان دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ ابو ذرؓ نے دوسرا دن بھی اسی طرح گزار لیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ رات کو وہ پھر مسجد ہی میں لیٹ گئے۔ حضرت علیؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے ان سے پھر کہا۔

"کیا تمہیں ابھی تک اپنی منزل نہیں معلوم ہوئی؟"

وہ پھر ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور انہوں نے دوسری رات بھی انؓ کے ہاں بسر کی۔ آج بھی دونوں خاموش رہے لیکن تیسری رات حضرت علیؓ نے ان سے مکہ آنے کا سبب دریافت کیا تو ابو ذرؓ نے کہا۔

"اگر وعدہ کرو کہ مجھے میرے مطلوب تک پہنچا دو گے تو میں اپنے آنے کی غرض بتا سکتا ہوں"

حضرت علیؓ کے وعدہ کرنے پر انہوں نے کہا۔

"میں دور دراز سے قطع مسافت کر کے نئے نبیؐ سے ملنے اور ان کا پیغام معلوم کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔"

یہ سن کر حضرت علیؓ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور بولے۔

"واقعی، وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ --- اور وہ --- دیکھو، صبح کو میں جدھر جاؤں میرے پیچھے پیچھے چلے آنا۔ اگر میں تمہارے لیے کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا جیسے پانی گرا رہا ہوں اور جب چلنے لگوں تو میرے پیچھے لگ جانا، اور جہاں جاؤں، چلے آنا ---"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق دیدار اور ان پر نازل شدہ وحی کو سننے کی آرزو میں انہوں نے پوری رات آنکھوں میں کاٹی۔ صبح کو حضرت علیؓ اپنے مہمان کو ساتھ لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف مڑے بغیر چلتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ابو ذرؓ نے کہا۔

"السلام علیک یا رسول اللہؐ ---!"

"وعلیک السلام ورحمتہ وبرکاتہ ---" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا۔

اس طرح ابو ذرؓ پہلے شخص تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی طریقے سے سلام کیا اور بعد میں سلام کا یہی طریقہ مسلم معاشرہ میں عام ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت رکھی اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور انہوں نے کسی پس و پیش کے بغیر کلمہ حق کا اعلان کر دیا اور اپنی جگہ چھوڑنے سے پہلے

نئے دین میں داخل ہو گئے۔ وہ مسلمان ہونے والے چوتھے یا پانچویں شخص تھے' قبول حق کی اس سنہری داستان کی بقیہ تفصیل انہی سے سنئے۔

☆☆☆

اس کے بعد کچھ دنوں تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں مقیم رہا۔ اس دوران آپؐ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور قرآن پڑھنا سکھایا' پھر فرمایا۔

"مکے میں کسی شخص کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر نہ ہونے دینا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے۔"

میں نے کہا کہ جب تک مسجد حرام میں جا کر قریش کے سامنے دعوت حق کا برملا اظہار نہ کر لوں' مکہ نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ اس کے بعد میں مسجد گیا۔ اس وقت قریش کے لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر با آواز بلند کہا۔

"قریش کے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔۔۔"

جیسے ہی میری آواز ان کے پردہ سماعت سے ٹکرائی' وہ سب بری طرح دہشت زدہ ہو گئے۔ پھر تیزی سے اپنی جگہوں سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے مجھ پر پل پڑے۔

"مارو اس بے دین کو۔۔۔"

وہ مجھے بری طرح زدوکوب کرنے لگے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم عباس بن عبدالمطلبؓ کی نظر پڑی' انہوں نے مجھے پہچان لیا اور ان سے بچانے کے لئے میرے اوپر جھک گئے۔ پھر ان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تمہارا برا ہو' تم قبیلہ غفار کے ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جبکہ تمہارے تجارتی قافلے ان کی طرف سے ہو کر گزرتے ہیں؟"

تب جا کر انہوں نے مجھے چھوڑا۔۔۔ جب میرے ہوش و حواس بجا ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے میری یہ درگت دیکھ کر فرمایا۔

"کیا میں نے تم کو اپنے اسلام کے اعلان سے منع نہیں کیا تھا۔۔۔؟"

"یہ میرے دل کی ایک خواہش تھی جو پوری ہو گئی۔" میں نے عرض کیا۔

پھر آپؐ نے مجھے حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ "اپنے قبیلے میں جاؤ۔ جو کچھ یہاں دیکھا اور سنا ہے' انہیں بتاؤ اور ان کو اللہ کی طرف بلاؤ۔ ممکن ہے' اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ان کو فائدہ پہنچائے اور تمہیں اس کا اجر عنایت فرمائے اور جب سن لینا کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس چلے آنا۔۔۔"

جب میں اپنے قبیلے میں واپس آیا تو میرا بھائی انیس مجھ سے ملا اور پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟۔۔۔ میں نے اس کو بتایا کہ میں محمدؐ کی تصدیق کر کے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو قبول اسلام کے لئے کھول دیا' اس نے کہا کہ مجھے آپ کے دین سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں بھی اس میں داخل ہوتا اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم اپنی ماں کے پاس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کے دین پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے' میں بھی مسلمان ہوتی ہوں۔ اسی روز سے اس مسلمان گھرانے نے قبیلہ غفار میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا۔ ان کی اس جدوجہد کے نتیجے میں بنو غفار کی ایک بڑی اکثریت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی اور ان کے اندر نماز قائم کی گئی البتہ ان کے کچھ افراد نے کہا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئیں گے تو اسلام قبول کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اس وقت آپؐ

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ غفار کی مغفرت فرمائے اور اسلام کو سلامت رکھے۔

☆☆☆

حضرت ابوذر رضی اللہ اپنے قبیلے میں سکونت پذیر رہے۔ یہاں تک کہ بدر' احد اور خندق کے معرکے گزر گئے۔ پھر وہ مدینہ منتقل ہو گئے اور ہر طرف سے کٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو رہے۔ چنانچہ وہ آپ کی صحبت سے متمتع اور آپ کی خدمت کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا لحاظ کرتے اور انہیں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی' ان سے مصافحہ کرتے ہوئے اپنی مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مدینہ منورہ آپ کی پرکشش شخصیت اور نورانی مجالس سے خالی ہو گیا تو حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ کے لئے وہاں ٹھہرنے کا یارا نہ رہا۔ چنانچہ وہ شام کے ایک گاؤں میں چلے گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت تک وہیں مقیم رہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وہاں سے منتقل ہو کر دمشق میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ مسلمان عام طور سے دنیا طلبی میں منہمک اور عیش و عشرت میں غرق اور آخرت سے غافل ہیں۔ اس بدلی ہوئی صورتحال کو انہوں نے بڑی شدت سے محسوس کیا' سختی سے اس کا نوٹس لیا اور بڑے تند و تیز لہجے میں اس پر اعتراضات کرنے لگے۔ لوگ ان کے اس رویئے سے تنگ آ گئے' بات حضرت عثمانؓ تک پہنچی۔ انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ طلب کر لیا۔ خلیفہ کی طلبی پر وہ مدینہ چلے گئے لیکن وہاں بھی وہ اسی صورت حال کا سامنا کر رہے تھے جس سے دمشق میں ان کو سابقہ پڑ چکا تھا۔ وہاں بھی لوگوں کو دنیا کی طرف مائل دیکھ کر بہت جلد بددل ہو گئے اور لوگ بھی ان کی سخت گیری اور تلخ و تند باتوں سے بے زار ہو گئے۔ آخر کار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں "ربذہ" چلے جانے کا حکم دیا۔ "ربذہ" مدینہ کی ایک مضافاتی بستی تھی۔ وہ وہاں منتقل ہو گئے اور لوگوں سے دور' دنیاوی ساز و سامان سے بے نیاز اور رسول اللہ صلی اللہ و سلم اور شیخین کے اس طریقے پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے لگے جو انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اختیار کیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ان کے گھر میں چاروں طرف اپنی نظریں دوڑاتا رہا۔ جب اس کو وہاں کوئی سامان نظر نہیں آیا تو ان سے پوچھا۔

"ابوذرؓ! آپ کا سامان کہاں ہے؟"

"وہاں' آخرت میں ہمارا ایک گھر ہے۔ ہم اپنا اچھا اور بیش قیمت سامان وہیں بھیج دیتے ہیں۔"

حضرت ابوذرؓ نے جواب دیا۔ اس آدمی نے ان کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی' جب تک آپ اس دنیا میں رہیں' زندگی گزارنے کے لئے کچھ نہ کچھ سامان تو ضروری ہے۔"

"لیکن گھر کا مالک ہم کو یہاں نہیں چھوڑے گا---" حضرت ابوذرؓ نے کہا۔

ایک دفعہ شام کے گورنر نے اس ہدایت کے ساتھ انؓ کے پاس تین ہزار دینار بھیجے کہ انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کریں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ کیا شام کے گورنر کو مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی شخص نہیں ملا تھا؟

ہجرت نبویؐ کے بیسویں سال گردش زمانہ کے ہاتھوں نے اس عابد و زاہد صحابی کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

'زمین کی پشت پر اور آسمان کے زیر سایہ کوئی شخص ابوذرؓ سے زیادہ سچا نہیں ہے۔"

☆☆